AL-‘ULŪM *(January-June) 2021, 2:1 (59-73)*

عہد سلاطین دہلی (۱۲۰۶ء تا ۱۵۲۶ء) کی منتخب فقہی کتب کا تحقیقی تجزیاتی مطالعہ

A research study of the jurisprudential efforts in the reign of the Sultāns of Delhi

Anwar Ali (Ph.D) *[1], Shahid Amin (Ph.D) **

* SST, Govt. Higher Secondary School Topi Swabi

** Lecturer, Hazara University Mansehra

Keywords:
Jurisprudence, Delhi Empire, Fatāwā

Abstract: *This paper explores the jurisprudential literature written in the reign of different governments that ruled in India from 1206 to 1526 CE collectively known as the Delhi Empire. All these rulers had a great interest in Islamic Jurisprudence. Hence, they motivated the Ulamā to prepare Fatāwā books. This research paper covers eight (8) different jurisprudence books wrote in the supervision of different rulers. In this regard, where the rulers are admirable, the role of the scholars should also be appreciated who collected and explained the ancient jurisprudential texts and then prepared books on jurisprudential issues and the published them. It benefited the people to live their lives in the guidance of Shariah principles. This study also shows that the scholars of that era were aware of the problems of the people and were able to suggest solutions in the light of Shariah to their problems.*

Ali, A., and Amin, S. (2021). A research study of the jurisprudential efforts in the reign of the Sultans of Delhi. *Al-‘Ulūm*, 2(1), *59-73.*

[1.] Corresponding author Email: anwaraliphd@gmail.com

C

Content from this work is copyrighted by *Al-‘Ulūm*, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific referencing.

سلطان شہاب الدین محمد غوریؒ (۱۱۵۰ء تا ۱۲۰۶ء) نے ۱۱۷۵ء میں ملتان پر حملہ کیا۔ ابتداءً سندھ اور پنجاب پر قبضہ کیا۔ پھر ۱۱۷۹ء میں پشاور پر قبضہ کیا۔ کچھ ہی عرصے میں دہلی، قنوج، گجرات، اجمیر وغیرہ بڑی بڑی ریاستیں ان کے زیرِ تسلط آ گئیں۔ یوں شمالی ہندوستان میں مسلمانوں کی عظیم سلطنت کی بنیاد پڑی۔ محمد غوری نے اپنے غلام قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کر کے دہلی میں اپنا پایۂ تخت قائم کیا۔[۱]

محمد غوری کی وفات کے بعد سلطان قطب الدین ایبک (۱۲۰۶ء تا ۱۲۱۰ء) نے سلطنتِ دہلی کو سنبھالا۔ قطب الدین ایبک سے مسلمان سلاطینِ ہند کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوا۔ ۱۲۰۶ء میں قطب الدین ایبک کی بادشاہت کے آغاز سے ۱۵۲۶ء میں عہدِ مغلیہ شروع ہونے تک برصغیر میں پانچ مختلف خاندانوں کی حکومت رہی۔ جنہیں سلاطینِ دہلی کہا جاتا ہے۔ خاندانِ غلاماں (۱۲۰۶ء تا ۱۲۹۰ء) نے کُل ۸۴ برس حکومت کی، خاندانِ خلجی (۱۲۹۰ء تا ۱۳۲۰ء) کی کُل ۳۰ سال حکومت رہی، خاندانِ تغلق (۱۳۲۰ء تا ۱۴۱۳ء) نے کُل ۹۳ برس حکومت کی، سید خاندان (۱۴۱۴ء تا ۱۴۵۰ء) ۳۶ برس تک برسرِ اقتدار رہے جب کہ لودھی خاندان (۱۴۵۱ء تا ۱۵۲۶ء) نے ۷۵ برس کا عرصہ حکومت کی۔

سلاطینِ دہلی کا دور برصغیر میں مسلمانوں کا ابتدائی دور تھا۔ سلاطینِ دہلی علم دوست اور علما کے قدردان تھے۔ مسلم معاشرے میں تعلیم کا حصول ایک مذہبی فریضہ سمجھا جاتا تھا۔ تعلیم کا انتظام و انصرام حکومت نہایت فیاضانہ طریقے سے کر رہی تھی۔ دہلی، ملتان، لاہور، بدایوں، اُچ، لکھنو اور اجمیر میں بڑی بڑی درسگاہیں موجود تھیں جہاں طلبہ کے قیام و طعام کا بندوبست بھی موجود تھا۔ اس موضوع پر مختلف کتب اور جرائد میں مواد بکھرا پڑا ہے اس مقالے میں اس مواد کو تحقیق و تجزیہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

علما و فقہا کی دہلی آمد

برصغیر کے مختلف شہروں کی فتح کے ساتھ ہی علما، فقہا، صوفیا اور مبلغین نے دعوتِ دین کو پورے خطے میں پھیلانے کی سعی شروع کر دی اور اس مقصد کے لیے مساجد کو مراکز بنا کر لوگوں کو اسلام کی حقانیت اور تعلیمات سے روشناس کرانا شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ عوام دینِ اسلام کو اپناتی گئی اور پھر ان کی اولادیں دینی علوم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئیں۔ حنفی علما بھی ان مسلم فاتحین کے ساتھ برصغیر میں پہنچے جیسا کہ عزیز احمد لکھتے ہیں:

---

[۱]۔ محمد قاسم فرشتہ (م: ۱۶۲۰ء)، **تاریخ فرشتہ** (لاہور: المیزان ناشران و تاجران کتب، س ن)، ۱: ۱۴۹۔

"In India, Hanafi scholars arrived along with the earliest Muslim Conquerors from the Central Asia."[2]

(ہندوستان میں حنفی علما، اولین مسلم فاتحین کے ہمراہ وسطی ایشیا سے آئے۔)

اسی طرح سر رچرڈ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"مسلمان حملہ آوروں کے ساتھ حنفی مسلک کے علما نے برصغیر کا رخ کیا اور یوں اس مذہب کی اشاعت کے لیے کمر بستہ ہوگئے۔"[۳]

انہی علما و فقہا نے علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت اور عوام و خواص کے ایمان و اعمال کی حفاظت واصلاح کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اور درس و تدریس، تصوف و سلوک، وعظ و نصیحت، تحریر و تقریر، دعوت و تبلیغ اور تصیف و تالیف کے میدانوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔

عہدِ سلاطین دہلی میں فقہی تالیفات کی اشاعت

سلاطینِ دہلی کی علم پروری خاص کر اسلامی فقہ کی سرپرستی اور دلچسپی نے کئی اہم تالیفات کو منصۂ شہود پر لایا۔ تاریخی شواہد سے یہ بات ثابت ہے کہ سلاطینِ دہلی فقہ میں مہارت رکھنے والے علما کی صحبت کو پسند کرتے اور انہیں دربار سے منسلک رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی حوصلہ افزائی کرتے۔[۴] اسی طرح مسائلِ فقہیہ پر فقہا سے تبادلہ خیال سلاطینِ دہلی کے روزمرہ کے معمولات کا حصہ تھا۔[۵]

اسی کا نتیجہ تھا کہ اس دور کی جو کتب حکمرانوں کی فرمائش یا ہدایت پر تحریر کی گئیں، وہ زیادہ تر فقہ سے تعلق رکھتی تھیں۔[۶] سلاطین کی اسی روش کی وجہ سے سلطنت میں فقہ حنفی کو غلبہ رہا۔[۷] چند سلاطین اور ان کی فقہی تالیفات کا ذیل میں تذکرہ کیا جاتا ہے:

۲- Aziz Ahmad, **The Role of Ulema in Indo-Muslim History**, (*Studia Islamica* ۳۰, ۱۹۷۰), P: ۲۔

۳- Richard C. Foltz, ***Mughal India and Central Asia***, (Karachi: Oxford University Press), ۱۹۹۸, P: ۸۲۔

۴- ضیاء الدین برنی، **تاریخ فیروز شاہی** (علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۱۹۵۷ء)، ۴۶۔

۵- نفس مصدر، ۴۶۔

۶- ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی، **مسائل فقہیہ میں سلاطین دہلی کی دلچسپی** (فکر و نظر اسلام آباد، ۳۹/۲، دسمبر ۲۰۰۱ء)، ۳۳۔

۷- امیر خسرو، **دول رانی خضر خان** (علی گڑھ: ۱۹۱۷ء)، ۴۶، ۴۷۔

۱. سلطان غیاث الدین بلبن (م:۱۲۸۷ء) کے عہد کی فقہی تصنیف

سلطان غیاث الدین بلبن کا دورِ حکومت

خاندان غلاماں کا آٹھواں سلطان بطور غلام ہندوستان آیا، سلطان التمش (م:۱۲۳۶ء) کی نگاہ مردم شناس نے پہچانتے ہی خرید لیا۔ سلطان کا اصل نام الغ خاں تھا۔[۸] نہایت خدا ترس، نیک اور پرہیز گار تھا۔ صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا بلکہ تہجد، اشراق، چاشت اور باجماعت نماز کا اہتمام کیا کرتا تھا۔ سنجیدگی، حلم اور بردباری اس کی طبیعت کے نمایاں جوہر تھے، عقل اور فہم اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہ عام بادشاہوں کی طرح مسند نشینی کا قائل نہ تھا بلکہ اپنے آپ کو رعایا کا خادم سمجھتا تھا۔ علما فقہا کا قدردان تھا اور ان کی صحبت میں دلچسپی لیتا تھا چنانچہ تاریخِ فیروز شاہی میں تحریر ہے:

> "سلطان بلبن علما کی موجودگی کے بغیر کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتا۔ کھانے کے دوران علما سے دین کے مسائل دریافت کرتا۔ کھانے کی مجلس میں فضلاء اس کے سامنے علمی بحثیں کرتے۔"[۹]

یہی فقہی دلچسپی سلطان کو فقہ کے مسائل پر مشتمل کتاب کو مرتب کرنے پر مائل کر گئی۔ سلطان غیاث الدین بلبن کا دورِ حکومت بہترین زمانہ تھا۔ تخت نشینی کے وقت ساٹھ سال عمر کے باوجود ہمت جوان تھی جس کی وجہ سے عدل وانصاف کا بول بالا تھا، عوام خوشحال تھی، دفاع مضبوط تھا اور علما، فقہا اور اولیاء اللہ کی عزت وتکریم دربارِ شاہی سے ہوا کرتی تھی۔ اس عہد میں فرید الدین شکر گنجؒ (م:۱۲۶۵ء)، بہاؤ الدین زکریا ملتانی (م: ۱۲۶۳ء)،[۱۰] خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (م:۱۲۳۵ء) جیسے بلند پایا بزرگانِ دین ہندوستان کی سرزمین کو اپنے فیض سے سیراب کر رہے تھے۔ سلطان نے بائیس سال (۱۲۶۴ء سے ۱۲۸۷ء تک) حکومت کی۔ سلطان علم اور علما کا نہایت قدردان تھا اور نہایت دانشمندی سے حکومتی ذمہ داریاں نبھارہا تھا۔[۱۱] ۱۲۸۷ء

۸۔ بشیر الدین احمد، **واقعات دار الحکومت دہلی** (دہلی: اردو اکادمی، ۱۴۱۱ھ)، ۱:۶۷۔

۹۔ شمس سراج عفیف، **تاریخ فیروز شاہی** (کراچی: نفیس اکیڈمی، ۱۹۶۲ء)، ۱۰۲۔

۱۰۔ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ ۲۷ رمضان ۵۶۶ھ / ۱۱۸۲ء کو کوٹ کروڑ (ڈیرہ غازی خان کے قریب) میں پیدا ہوئے۔ اپنے عہد کے نامور عالم، صوفی اور بزرگ تھے۔ ۶۶۱ھ / ۱۲۶۳ء میں انتقال ہوا اور ملتان میں مدفون ہیں۔

۱۱۔ محمد قاسم فرشتہ (م:۱۶۲۰ء)، **تاریخ فرشتہ** (لاہور: المیزان ناشران وتاجران کتب، س ن)، ۱:۱۹۰۔

میں بلبن کی وفات ۸۰ برس کی عمر میں ہوئی۔[۱۲] ان کا مقبرہ نہایت ردی حالت میں قطب صاحب میں جمالی مسجد کے پاس ہے۔[۱۳]

فتاویٰ غیاثیہ

فتاوی غیاثیہ ساتویں صدی ہجری میں سلطان غیاث الدین بلبن کے عہدِ حکومت میں تحریر کیا گیا اور مصنف علامہ داؤد بن یوسف الخطیب نے اس کو سلطان کے نام سے منسوب کر دیا۔[۱۴] یہ فتاویٰ فقہِ حنفی کے مسائل کا احاطہ کرتا ہے اور جن مآخذ و مصادر کا ذکر کیا گیا ہے وہ بھی حنفی فقہ پر مشتمل ہیں کیونکہ اس دور میں برصغیر میں فقہِ حنفی ہی رائج تھی۔ فتاویٰ عالم گیری میں بھی اس کے حوالے دیے گئے ہیں۔[۱۵] لہذا یہ کہنا درست ہے کہ فتاویٰ غیاثیہ زبان، مباحث اور کئی سارے عصری مسائل کی ترجمانی کے اعتبار سے بہت اہم ہے اور یہ اپنے مشتملات کی بنا پر گہرے مطالعہ اور تجزیہ کا تقاضا کرتا ہے۔

یہ عربی فتاویٰ کا مجموعہ ہے جس کے دو نسخے کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں محفوظ ہیں۔ ایک مطبوعہ مصر ۱۹۰۴ء کا ہے جو ۹۴ صفحات پر محیط ہے جب کہ ایک قلمی نسخہ ہے جو کہ ۱۱۱ صفحات پر مشتمل ہے۔[۱۶] اس فتاویٰ کو کتاب، باب اور فصل میں تقسیم کیا گیا ہے۔[۱۷] عام انسانی زندگی سے متعلقہ مسائل اس فتاوی میں زیرِ بحث آئے ہیں۔ مؤلف نے اس میں جدید معاشرتی مسائل پر بھی اپنی رائے کا اظہار کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ صرف پرانی فقہی کتب کا خلاصہ یا اس طرز پر لکھی کتاب نہیں بلکہ اپنے دور کے مسائل کی عکاس ہے۔ چند ایک مسائل مختصراً ذیل میں دیے جاتے ہیں جو اس فتاویٰ میں تحریر کیے گئے ہیں:

- ملازمت کرنے والے یا مزدوری کرنے والے کو ایڈوانس میں تنخواہ دینا۔
- غریب ذمی کے لیے جزیہ (ٹیکس) سے استثناء۔
- بادشاہ کے سامنے آداب بجالاتے ہوئے سجدہ کرنا۔

۱۲- نفس مصدر، ۲۰۸۔

۱۳- بشیر الدین احمد، **واقعات دار الحکومت دہلی**، ۱:۲۷۔

۱۴- Zafarul Islam, **Origin and Development of Fatawa Compilation in Medieval India,** (*Hamdard Islamicus* ۲۰, no.۱, ۱۹۷۷), P:۸-

۱۵- محمد اسحاق بھٹی، **برصغیر میں علم فقہ** (لاہور: کتاب سرائے الحمد مارکیٹ اردو بازار، ۱۴۳۰ھ)، ۶۴۔

۱۶- نفس مصدر، ۶۱۔

۱۷- داؤد بن یوسف الخطیب، **الفتاویٰ الغیاثیہ** (مصر: بولاق، ۱۹۰۹ء) دیکھئے فہرست عنوانات۔

- تعلیمِ قرآن اور تدریسِ حدیث وفقہ وغیرہ پر مالی معاوضہ وصول کرنے کے بارے میں حکم۔
- مسلمانوں کا ذمیوں کے ساتھ مشترکہ کاروبار کرنا۔
- بیت المال میں حکمرانِ وقت کے حقوق۔
- نماز میں قرأت فارسی، ترکی یا کسی ہندوستانی زبان میں کرنے کا حکم۔[۱۸]

۲) سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی (م:۱۲۹۶ء) کے دورِ حکومت کی تالیف

۱۲۸۹ء میں دولتِ غلاماں کے خاتمے کے بعد جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے دولتِ خلجیہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۲۹۶ء میں صرف سات سال بعد اس کے بھتیجے علاؤالدین خلجی نے ان کو قتل کر دیا اور خود تختِ شاہی کا وارث بن بیٹھا اور ۲۱ برس تک یعنی ۱۳۱۷ء حکومت کی۔

جلال الدین خلجی اور علاء الدین خلجی علما اور فقہا نہایت احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ علمی کارناموں کے لحاظ سے ان کا عہدِ حکومت نہایت زریں دور گردانا جاتا ہے۔

فتاویٰ قراخانی

فارسی زبان میں لکھا ہوا فقہ حنفی کا یہ فتاوی مولانا یعقوب ظفر کرمانی کی تصنیف ہے جو مخطوطہ کی صورت میں پنجاب یونی ورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ یہ فتاوی ۳۶۲ صفحات پر مشتمل ہے جس کی کتابت اسماعیل قریشی نے ۱۵۳۰ء میں مکمل کی۔[۱۹]

یہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے زمانے میں لکھا گیا اور سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد میں مرتب کیا گیا۔[۲۰] اس مخطوطے کے کئی دیگر نسخے بھی ہیں جو پنجاب پبلک لائبریری لاہور، ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، انڈیا آفس لائبریری اور کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہیں۔ فتاویٰ کی ابتدا میں مصنف نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ سلطان ایک نیک ودین دار شخص ہے جو چاہتا ہے کہ ایک ایسی کتاب مرتب کی جائے جو فقہی مسائل کا مجموعہ ہو۔ چنانچہ سلطان کی خواہش پر اس کتاب کی تالیف کی گئی۔ لکھتے ہیں:

> "اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو دوام بخشے اور اس کے مقام کو بلندی عطا کرے کہ وہ اعلائے اعلام شریعت، اظہارِ آثارِ سنت اور تقویم وتاسیس دین میں مصروف ہے۔ وہ اس بات کا خواہاں ہوا تمام ملکی امور اور

۱۸۔ نفس مصدر، ۲۷،۲، ۴۶تا ۴۸، ۱۰۷تا ۱۰۸ اور ۱۲۶۔

۱۹۔ محمد اسحاق بھٹی، **برصغیر میں علم فقہ**، ۸۰۔

۲۰۔ نفس مصدر، ۹۲۔

اعمالِ دین و دولت کو علما و فقہا کے فتاویٰ و اقوال کے ساتھ محفوظ کیا جائے۔ اور اس کتاب کی اساس علما و فقہا کے فتاوے ہوں"۔ [۲۱]

۳) فیروز شاہ (م: ۱۳۸۹ء) کے زمانہ حکومت کی تصنیف

فیروز شاہ تغلق آٹھویں صدی ہجری میں ہندوستان کا مشہور بادشاہ ہوا ہے۔ ۱۳۱۱ء میں پیدا ہوا۔ ۴۲ سال کی عمر میں ۱۳۵۱ء میں تختِ حکومت پر متمکن ہوا اور اسّی برس کی عمر پا کر ۱۳۸۹ء میں فوت ہوا۔ [۲۲] فیروز شاہ تغلق کے دور کی خاص بات یہ تھی کہ علمِ فقہ کا خوب چرچا تھا یہاں تک کہ فقہا کی مجالس کے علاوہ شاہی دربار کی علمی مجالس میں بھی فقہی بحث اور مباحثے جاری رہتے۔ [۲۳]

فقہ فیروز شاہی

فیروز شاہ کا دور امن و انصاف اور علم و فضل کا دور تھا۔ بادشاہ علما کی نہایت عزت و اکرام کرنے والا تھا۔ اس کے دور میں کئی نامور علما اور صلحا پیدا ہوئے جنھوں نے دین اور علمِ دین کی کئی طرح سے خدمات سر انجام دیں۔ اسی طرح کئی کتب ضبطِ تحریر میں لائی گئیں جن میں مولانا یعقوب مظفر کرمانی کی فقہ فیروز شاہی قابلِ ذکر ہے اور مخطوطے کی شکل میں انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہے۔ [۲۴] سلطان فیروز شاہ ایک ایسے فقہی کتاب مرتب کرانے کا خواہشمند تھا جو عوام و خواص سب کے لیے مفید ہو۔ اس دوران سلطان کے علم میں آیا کہ صدرالدین یعقوب مظفر کرمانی نے ایک مجموعہ فتاویٰ مرتب کیا ہے لیکن اس کی تنقیح اور تصحیح سے قبل ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ سلطان نے فقہا کی ایک جماعت کی نظر ثانی کے بعد اسے مرتب کرایا۔ [۲۵]

۲۱۔ نفس مصدر، ۸۵۔

۲۲۔ نفس مصدر، ۱۱۸۔

۲۳۔ **Contribution of Tughluaq Sultans to Islamic Jurisprudence**, (Bulletin of the Institute of Islamic Studies, ۱۹۹۶), P:۳۱۔

۲۴۔ محمد اسحاق بھٹی، **برصغیر میں علم فقہ**، ۱۱۹۔

۲۵۔ **فوائدِ فیروز شاہی**، (مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری)، ۱۱۹۔

فوائد فیروز شاہی

ملا محمد اتاری نے فیروز شاہ تغلق کے ایما پر یہ کتاب فقہِ حنفی کے فتاویٰ پر فارسی زبان میں لکھی ہے۔[۲۶] فیروز شاہ تغلق کے زمانے کی یہ تصنیف مخطوطے کی شکل میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں دو جلدوں میں موجود ہے جس کے کل صفحات ۷۴۳ ہیں۔ تاریخ کتابت ۱۲ صفر ۱۷۴۰ء درج ہے۔ اس کے دیگر نسخے ترکی کی استنبول لائبریری، رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کلکتہ اور خدا بخش لائبریری بانکی پور پٹنہ میں موجود ہیں۔[۲۷]

فتاویٰ فیروز شاہی میں موجود سوالات ایسے مسائل کی نشاندہی کرتے ہیں جو اس عہد کے لوگوں کے ذہنوں میں مخصوص حالات کے تحت ابھرے ہوں گے۔ چند مسائل یہ ہیں۔ شرعی و غیر شرعی محاصل، حکومت کا قیمتوں کا تعین، ہنڈی کا استعمال، تعویذ کا استعمال وغیرہ۔[۲۸] اس فتاویٰ کی خاص بات یہ ہے کہ اس وقت کے مخصوص حالات کے پیشِ نظر غیر مسلموں کے مسائل میں نرم اور لچک دار رویہ اپنایا گیا ہے۔[۲۹]

۴) امیر تاتار خان (م:۱۳۹۷ء) کے عہد کی تصنیف

سلطان غیاث الدین تغلق (م:۱۳۲۵ء) کے زمانے میں خراسان کے بادشاہ نے ملتان پر حملہ کیا۔ میدان جنگ میں اس کا بیٹا پیدا ہوا۔ اسے پنگھوڑے میں سلا دیا کہ اچانک سلطان کی فوج نے شب خون مارا اور قتل عام شروع ہو گیا۔ خراسانی فوج شکست کھا کر فرار ہو گئی اور یہ بچہ گہوارے سمیت سلطان تغلق کے سپاہیوں کے ہاتھ لگا۔ بچے کو سلطان کی خدمت میں پیش کیا گیا جو اسے بے حد پسند آیا اور اس کی باپ کی طرح پرورش شروع کر دی۔ سلطان تغلق نے اس فرزند کو تاتار ملک کے نام سے موسوم کیا۔ یہ بچہ جوان ہوا اور شجاعت و بہادری میں مشہورِ زمانہ ہوا اور کئی ممالک اپنے زورِ بازو سے فتح کیے۔ فیروز شاہ کے زمانے میں اس جوان کو امیر تاتار خان کا لقب عطا ہوا۔[۳۰]

۲۶- عبد الحی ندوی، **اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں (الثقافۃ الاسلامیۃ)**، ترجمہ مولانا ابو العرفان ندوی، (اعظم گڑھ: دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، ۱۴۲۹ھ)، ۱۷۹۔

۲۷- محمد اسحاق بھٹی، **برصغیر میں علم فقہ**، ۱۲۵۔

۲۸- شرف بن محمد عطائی، **فوائد فیروز شاہی** (مخطوطہ علامہ شبلی نعمانی لائبریری، ندوۃ العلماء لکھنؤ، س۔ن)، ۴۸۰۔

۲۹- **Firuz Shah Thugluq Attitude towards non-Muslims- A Reappraisal** (Islamic Culture, October,۱۹۹۰), P:۲۵ ۔

۳۰- محمد اسحاق بھٹی، **برصغیر میں علم فقہ**، ۱۴۱۔

فتاویٰ تاتارخانیہ

کتاب کا نام فتاویٰ تاتارخانیہ ہے اس کے علاوہ اسے **زاد السفر** اور **زاد المسافر** بھی کہا جاتا ہے جب کہ حاجی خلیفہ نے اس کا نام **زاد المسافر** فی الفروع لکھا ہے لکھتے ہیں:

زاد المسافر في الفروع وهو المعروف بالفتاوى التاتارخانية لعالم بن علاء الحنفي (متوفى : ٧٨٦)- [۳۱]

(زاد المسافر فی الفروع فتاویٰ تاتارخانیہ کے نام سے معروف ہے۔عالم بن علا حنفی (م: ۷۸۶ھ) کی تصنیف ہے۔)

شیخ عالم بن علاء حنفی کا سن وفات ۷۸۶ھ بمطابق ۱۳۸۴ء ہے۔[۳۲] یہ کتاب خانِ اعظم تاتار خان کے کہنے پر ترتیب دی گئی تھی۔[۳۳]

۵) گجرات کے قاضی القضاۃ حماد الدین کی تالیف "فتاویٰ حمادیہ"

نویں صدی کے گجرات کے حکمران سلطان احمد شاہ گجراتی (م:۱۴۴۲ء) کا دور علم وادب کی ترقی کا دور تھا۔ اس عہد کے قاضی حماد الدین بن محمد اکرم حنفی گجراتی مشہور حنفی عالم تھے۔ اپنے علاقے نہر والہ گجرات کے قاضی القضاۃ تھے اور ان کے حکم سے مفتی رکن الدین ناگوری نے فتاویٰ حمادیہ تالیف کیا[۳۴]۔ مفتی رکن الدین ناگوری فقہ اور اصول فقہ میں ممتاز تھے اور گجرات کے شہر نہر والہ کے مفتی تھے۔ اس کتاب کو انھوں نے اپنے بیٹے داود کے ساتھ مل کر مکمل کیا۔ فقہا کرام اپنا علمی سرمایہ کتابی صورت میں تحریر کر کے فقہ کے علوم اور اصول کو اگلی نسلوں کے لیے محفوظ کر لیا کرتے ہیں۔

۳۱۔ حاجی خلیفہ مصطفی بن عبد اللہ چلپئ، **كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون** (بغداد: مکتبہ المثنی، ۱۳۶۰ھ)، ۲: ۹۴۷۔

۳۲۔ سید عبد الحی الحسنی لکھنوی، **نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر** (دکن ہند: مجلس دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد، ۱۳۸۲ھ)، ۲:۶۸۔

۳۳۔ Zafarul Islam, **Origin and Development of Fatawa Compilation in Medieval India**, no. ۱, P: ۹۔

۳۴۔ نفس مصدر، ۳:۲۴۷۔

فتاویٰ حمادیہ

اس مخطوطہ کا آغاز کتاب الطہارۃ سے ہوتا ہے اور کتاب الفرائض پر اختتام ہے۔اس کتاب کو فقہ، حدیث، تفسیر اور اصول کی ۲۰۴ کتب سے اخذ کیا گیا ہے۔کتاب کی ابتداء اللہ کی حمد سے ان الفاظ میں ہے:

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور التوحید والإیمان.. [35]

فتاویٰ حمادیہ کے نسخے انڈیا آفس لائبریری لندن، مانچسٹر لائبریری، رام پور لائبریری، بانکی پور (پٹنہ) لائبریری، کتب خانہ خدیویہ (مصر) اور کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد (دکن) میں موجود ہیں۔[36]

۶) والیٔ جون پور سلطان ابراہیم شاہ شرقی (م:1440ء) کی طرف منسوب فتاویٰ

برصغیر کے حکمرانوں کی اکثریت ایسی گزری ہے جو علم سے محبت، مدارس کی تاسیس، طلبہ کے لیے وظائف، کتب خانوں کو قیام اور فقہی تصانیف کی تدوین جیسے کاموں کو اپنے لیے باعث افتخار سمجھتے تھے۔
اس دور میں ایک علمی فضاء قائم تھی جس کا اثر شاہانِ وقت تک بھی پہنچا۔سلطان ابراہیم بن خواجہ جہان جون پوری نے اپنے بھائی مبارک شاہ کے بعد ۱۴۰۲ء میں اقتدار سنبھالا۔[37]
سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے دینی مدارس کے قیام اور دینی علوم خاص طور پر علم فقہ کے فروغ اور اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔[38] درج ذیل فتاوی سلطان کے نام سے موسوم ہے۔

فتاویٰ ابراہیم شاہی (حصہ اول فارسی)

احمد بن حمید المقلب بنظام **فتاویٰ ابراہیم شاہی** کے مصنف ہیں اور اس کا انتساب والیٔ جون پور سلطان ابراہیم شرقی کی طرف کیا گیا ہے۔اس **فتاویٰ** کے نسخے پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور، انڈیا آفس لائبریری لندن، رام پور لائبریری، اور کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد (دکن) میں موجود ہیں۔[39] اس مجموعے کو باقاعدہ استفتاء اور فتویٰ کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے۔اس کے بعد فقہ کے مشہور ابواب متن کی صورت میں تصنیف

۳۵- سید عبدالحی لکھنوی، **نزهة الخواطر** (مجلس دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد، دکن)، ۳:۲۵۰۔

۳۶- محمد اسحاق بھٹی، **برصغیر میں علم فقہ**، ۱۵۱۔

۳۷- عبدالحی لکھنوی، **نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر** (بیروت: دار ابن حزم، ۱۴۲۰ھ)، ۳:۲۰۰۔

۳۸- Mian Muhammad Saeed, **The Sharqi Sultanate of Jaunpur**, (Karach:۱۹۹۲),۴۰:۲۳.

۳۹- محمد اسحاق بھٹی، **برصغیر میں علم فقہ**، ۱۸۶۔

کیے گئے ہیں۔ اس فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ فقہ کے معروف مسائل کی تشریح کے علاوہ بہت سے مسائل پر فقہی حوالے سے اظہارِ خیال کیا گیا ہے جو نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

فتاویٰ ابراہیم شاہی (حصہ دوم عربی)

فتاویٰ ابراہیم شاہی (حصہ دوم جو عربی زبان میں ہے) کے مصنف قاضی احمد بن محمد نظام الدین کیکلانی ہیں۔ کتاب کی ابتداء ان حمد یہ الفاظ سے کی گئی ہے:

"الحمد لله الذی رفع منار العلم وأعلا مقداره ------الخ"

قاضی صاحب کی یہ کتاب نہایت اہم ہے جو سلطان ابراہیم شاہ کے لیے لکھی گئی تھی۔[40] فتاویٰ کا یہ حصہ فقہ المعاملات پر مشتمل ہے جو کتاب الغصب والضمان سے شروع ہوتا ہے اور باب العقائد پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ فتاویٰ ابراہیم شاہی کے نسخے پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور اور کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد (دکن) میں موجود ہیں۔[41]

۷) فتاویٰ امینیہ (دسویں صدی ہجری کا فقہی مخطوطہ)

سلاطینِ دہلی کے آخری دور میں لکھے گئے فتاویٰ امینیہ کے مصنف محمد امین بن عبد اللہ مومن آبادی بخاری (م:۱۵۴۱ء) ہیں۔ مخطوطہ فارسی زبان میں لکھا گیا ہے لیکن مصنف نے عربی کتب سے اصل عربی عبارات بھی نقل کی ہیں۔ یہ فتاویٰ عبادات کے مقابلے میں معاملات کو زیادہ وضاحت اور تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ فتاویٰ امینیہ کے نسخے ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور اور کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد (دکن) میں موجود ہیں۔[42]

۸) فتاوی المتانة فی مرمة الخزانة

سلطان ابراہیم لودھی (م:۱۵۲۶ء) کے عہد میں لکھی گئی ایک اہم تصنیف **فتاوی المتانة فی مرمة الخزانة** ہے۔ یہ فتاوی دسویں صدی ہجری کے مشہور عالم وفقیہ علامہ مخدوم محمد جعفر بن علامہ مخدوم

۴۰۔ عبد الحی ندوی، **اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں**، ۱۷۹۔

۴۱۔ محمد اسحاق بھٹی، **برصغیر میں علم فقہ**، ص ۱۹۸ تا ۲۱۵۔

۴۲۔ نفس مصدر، ص ۲۱۶ تا ۲۲۰۔

عبد الکریم المشہور بہ میران بن یعقوب بوبکانی سندھی (م: ۱۵۴۲ء) کی تصنیف ہے۔ یہ فقہی تالیف عربی زبان میں لکھی گئی ہے اور سندھی ادبی بورڈ کراچی کی طرف سے ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔ فتاویٰ کے قلمی نسخے سید حسام الدین راشدی کے کتب خانے، مدرسہ الہدیٰ تیڑھی کے کتب خانے اور سید محب اللہ شاہ درگاہ پیر جھنڈا کے کتب خانے میں موجود ہیں۔[۴۳]

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا مباحث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ عہدِ سلاطین میں نہ صرف علما و فقہا بلکہ سلاطین و امراء بھی فقہ اسلامی میں حد درجہ دلچسپی لیتے تھے اور حکمرانوں نے اپنی نگرانی میں فتاویٰ تیار کرائے۔ اس مقالے میں کُل آٹھ (۸) فقہی مجموعات یعنی فتاویٰ کا تعارف دیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر فقہی کتب میں علاؤ الدین خلجی (م: ۱۳۱۵ء) کے عہد کی احتساب کے مسائل پر مشتمل کتاب **نصاب الاحتساب**،[۴۴] **مجموعہ خانی و بحر المعانی**[۴۵] سلطان محمد بن تغلق (م: ۱۳۵۱ء) کے عہد کی لکھی گئی معروف مسائل فقہ پر مشتمل کتاب، **تحفۃ النصائح**[۴۶] 1351ء کی تالیف، **طرفۃ الفقہا**[۴۷] عہدِ فیروز شاہی کی منظوم فقہی تصنیف، **تیسیر الاحکام**[۴۸] اور سلطان ابراہیم شرقی کے عہد کی فقہی تالیفات بھی شامل ہیں۔ اس کے فقہی کتب کی شروحات اور حواشی تو کثیر تعداد میں ہیں۔ اس سلسلے میں جہاں حکمران لائق ستائش ہیں وہیں علما کا کردار بھی نہایت مستحسن رہا جنھوں نے قدیم فقہی متون کو جمع کر کے ان کی تشریح و توضیح کی اور فقہی مسائل پر مشتمل کتب تیار کیں۔ اس کا فائدہ عوام و خواص سب کو ہوا جو ان فقہی مسائل سے استفادہ کرتے اور اپنی زندگیاں شرعی اصولوں کی راہ نمائی میں گزارتے۔ اس دور کے علما بھی عوام کے مسائل کا ادراک رکھتے تھے اور ان کی مشکلات و مسائل کا شرعی حل تجویز کرنے پر قادر تھے۔

مقالہ ہذا کی بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی ریاست کے استحکام اور شرعی قوانین کے نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ حکمران شرعی علوم سے واقف ہو اور خصوصاً فقہ کے مسائل میں دلچسپی رکھنے والا، علما فقہا

۴۳۔ نفس مصدر، ص ۲۴۱۔

۴۴۔ ایس ایم ناز، **اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، ۱۹۹۹ء)۔

۴۵۔ مرزا مظہر جان جاناں، **مجموعہ خانی** (علی گڑھ: مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)۔

۴۶۔ مولوی رحمان علی، **تذکرہ علمائے ہند**، ۲۵۶۔

۴۷۔ شیخ محمد اکرام، **آب کوثر** (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ۱۹۸۶ء)، ۴۳۳۔

۴۸۔ عبد الرحمن الکیلانی، **تیسیر الاحکام** (علی گڑھ: مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، س ن)۔

کی مجالس میں شرکت کرنے والا اور ان کی سرپرستی و حوصلہ افزائی کرنے والا ہو۔ اسی طرح علما پر مشتمل ایسی کمیٹی تشکیل دے جو عصر حاضر کے مسائل کا ادراک رکھتے ہوئے شریعت کی روشنی میں جدید دور کے ملکی و بین الاقوامی مسائل کا حل پیش کر سکیں۔ یوں عوام و خواص کی اجتماعی کوششوں سے وطنِ عزیز ایک فلاحی اسلامی ریاست بن سکتا ہے۔

Bibliography

1. *Ahmad Bin Al-Hussein Al-Bāyhāqi, Al-Sunān Al-Kubrā, Dar Al-Kitāb Al-Ilmiā, Beirut, Lebanon, 1424AH-*
2. *Aziz Ahmad, "The Role of Ulemā in Indo-Muslim History," Studiā Islāmicā 30, 1970AD.*
3. *Richard C. Foltz, Mughāl India and Central Asia, Karachi: Oxford University Press, 1998AD.*
4. *Bashir-ud-Din Ahmad, Dar-ul-Hukoomāt Dehli , Urdu Academy Delhi, 1411AH.*
5. *Muhammad Qasim Fārshtā, Tārikh e Fārishta, Al-Kārim Market Urdu Bazar Lahore.*
6. *Muhammad Ishaq Bhatti, Bār e Sāghir ma Ilm e Fiqh, Kitab Sarai Al-Hamad Market Urdu Bazar Lahore, 1430AD.*
7. *Dawood Bin Yousuf Al-Khatib, Fatāwā Al-Ghiāthiyā, Bolāaq Egypt 1909AD.*
8. *Zafarul Islam, Origin and Development of Fatawa Compilation in Medieval India, Hamdard Islamicus, 1977AD.*
9. *Article, Contribution of Tughluaq Sultans to Islamic Jurisprudence, Bulletin of the Institute of Islamic Studies, 1996.*
10. *Abdul Hai Nādwi, Islami Ulum o Funoon Hindostan mā, Translated by Maulana Abu Al Irfan Nadwi, Dar Al-Musānnifin Shibli Academy, 1429AH.*
11. *Shārāf bin Muhāmmād Atāi, Fāwāed e Feroz Shāhi, Manuscript Allama Shibli Nomāni Library Nādwāt ul Ulāmā Lucknow.*
12. *Firuz Shah Thugluq Attitude towards non-Muslims- A Reappraisal, Islamic Culture, October 1990.*
13. *Muṣṭafā Bin Abdullah Jalbī, Kashaf Al-Ẓanūn An Asāmī Al-Kutab Wa Al-Fanūn, Maktabah Al-Muthanā, Baghdad.*

14. *Syed Abdul Hayy Al-Hasani Luchknowī, Nazhat-ul-Khawatir wa Al-Bhajat-ul-Masameh wa Al-Nawazir, Majlis Daera tul Ma'arif Usmaniā Hyder Abad Dakān, India 1382AH.*
15. Zafarul Islam, Origin and Development of Fātāwā Compilation in Medieval India.
16. *Syed Abdul Hayy Al-Hasani Luchknowī, Nazhat-ul-Khawātir wa Al-Bhajat-ul-Māsāmeh wa Al-Nawāzir, Dar Ibn e Hazam, Beirut 1420AH*
17. *Miān Muhammad Saeed, The Sharqi Sultānāte of Jaunpur, Karachi, 1992.*